

# قرأت خلف الامام

تأليف الخيف

معلم العلوم پاکستانی شیخ الحدیث القرآن و طریقت صدر شریعت

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

[www.FaizAhmedOwaisi.com](http://www.FaizAhmedOwaisi.com)



بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين

# قرأت خلف الامام

تصنيف لطيف

شمس المصنفين، فقيه الوقت، فاضل ملت، مفسراً عظمياً

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم القدسیہ

( ) ☆ ☆ ☆ ( )

( ) ☆ ☆ ( )

( ) ☆ ( )



بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم

فقیر نے قرآنہ خلف الامام پر ایک ضخیم تصنیف لکھی لیکن عوام ضخیم کتب پڑھنے سے کتراتے ہیں حالانکہ وہ اہل علم کو مفید ہے۔ مجبوراً یہ مختصر رسالہ بنام قرآنہ خلف الامام اسی تصنیف سے خلاصہ کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

### مقدمہ

- (۱) قرآن مجید کی تصریح احادیث پر مقدم ہوتی ہے احادیث کی تاویل کی جائے۔
  - (۲) ترک قرآنہ صرف امام کے پیچھے ہے ورنہ منفرک و قرآنہ واجب و ضروری ہے۔
  - (۳) مخالفین صرف فاتحہ والی روایات پیش کرتے ہیں وہ بھی عام۔
- ہم کہتے ہیں امام کے پیچھے نماز کا حکم اور ہے اور اکیلے پڑھنے کا اور۔

### باب ۱

## قرآن شریف سے ثبوت

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۳)

**ترجمہ:** اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

**فائدہ:** جمہور اہل اسلام کا بیان ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے عام حکم فرمایا کہ جب امام قرآن کریم قرأت کر رہا ہوں تو اس وقت مقتدیوں کا وظیفہ صرف یہ ہے کہ نہایت توجہ کے ساتھ اس کی طرف کان لگائے رکھیں اور خود خاموش رہیں گویا نماز میں امام کا وظیفہ قرأت کرنا ہے اور مقتدیوں کا وظیفہ صرف استماع (سننا) ہے۔

### قاعدہ

اہل سنت کا طریقہ ہے کہ قرآن و حدیث اسلاف کے مطابق سمجھنا، اور غیر مقلدین کا طریقہ ہے اپنی عقل کے مطابق چلنا۔ فقیر اس آیت کا مطلب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیان کرتا ہے۔

(۱) حضور اکرم ﷺ کے ہر وقت حاضر باش صحابی اور رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی جاتی ہے

صلی ابن مسعود فسمع انسا یقران مع الامام فلما اتصرف قال اما ان لکم ان تفہموا اما ان لکم



ان تعقلوا واذا قرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا كما امركم الله تعالى۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۹ صفحہ ۱۰۳)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی پس انہوں نے چند آدمیوں کو امام کے ساتھ قرأت کرتے ہوئے سنا تو جب نماز سے فارغ ہوئے تو (ابن مسعود نے) فرمایا کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ تم عقل اور سمجھ سے کام لو کہ جب قرآن کی قرأت ہوتی ہو تو تم اس کی طرف توجہ کرو اور خاموش رہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

**فائدہ:** یہ صحیح روایت واضح طور پر اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ پڑھنے والے امام کے پیچھے قرأت کر رہے تھے تو یہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تنبیہ کرتے ہوئے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرما دیا۔

نیز حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات بھی ظاہر کر دی کہ آیت ہذا میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو استماع اور خاموشی کا حکم دیا ہے جو لوگ امام کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے ہیں۔

(۲) یہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

قال عبد الله ابن مسعود في القرات خلف الامام انصت للقرآن كما امرت فان في القرآن لشغلا وسكفك ذلك الامام۔ (کتاب القراءة للشیخ صفحہ ۷۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے خاموشی اختیار کرو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے کیونکہ خود پڑھنے والا آدمی امام قرأت سننے سے محروم رہ جاتا ہے اور امام کا پڑھنا ہی تمہارے لئے کافی ہے۔

**فائدہ:** اس صحیح روایت میں بھی خطاب ان لوگوں کو ہے جو لوگ امام کے پیچھے قرأت کر رہے تھے جیسا کہ لفظ خلف الامام سے ظاہر ہے۔

(۳) رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جنہیں حضور ﷺ نے "حبر الامہ" امت کا بڑا عالم کا خطاب بخشا) نے فرمایا:

عن ابن عباس في قوله تعالى واذا قرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون يعني في الصلوة المفروضة۔ (کتاب القراءة صفحہ ۷۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ **وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ** الخ فرض نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

**فائدہ:** اس آیت میں استماع اور خاموشی کا جو حکم ہے وہ شان نزول کے اعتبار سے صرف فرض نمازوں کو شامل ہے



گو غیر فرض نمازوں کو بھی عموم الفاظ کے لحاظ سے شامل ہے۔

(۴) حضرت ابن جبیر تابعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۲ھ) اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول نماز ہے یعنی استماع اور انصات کا حکم امام کے پیچھے نماز ادا کرنے والوں کے لئے ہے۔

(کتاب القراءة صفحہ ۷۵)

(۵) حضرت سعید ابن مسیب تابعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۴ھ) نے فرمایا اس آیت کریمہ کا شان نزول نماز ہی ہے چنانچہ فرمایا

**وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ... الخ قال في الصلوة**

یعنی یہ آیت قرآن کریم نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (کتاب القراءة صفحہ ۷۵)

(۶) حضرت حسن بصری تابعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں

**وإذا قرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا..... في الصلوة**

اس آیت کریمہ کا شان نزول نماز ہے۔

(۷) حضرت محمد بن کعب القرطبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۸ھ) فرماتے ہیں حضور ﷺ جب نماز میں قرأت کرتے تھے تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے، ساتھ ساتھ قرأت کرتے تھے تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

**وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ** (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۴)

**ترجمہ:** اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

(کتاب القراءة، للبیہقی صفحہ ۷۴)

## گھر کی گواہی

(۱) حافظ ابن کثیر نے مختلف اقوال نقل کر کے لکھا کہ

**وكذا قال الضحاك و ابراهيم النخعي وقتاده والشعبي والسدي وعبد الرحمن بن زيد بن اسلم ان**

**المراد بذلك الصلوة۔** (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۸۱)

ضحاك، ابراهيم نخعي، قتاده شعبي سدي اور عبد الرحمن بن زيد بن اسلم رحمۃ اللہ علیہم یہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول نماز ہے۔



(۲) غیر مقلدین کے مستند امام ابن تیمیہ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ نقل کر کے لکھا کہ:

وقول الجمهور هو الصحيح فان الله سبحانه قال واذا قرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم

ترحمون قال احمد بن حنبل اجمع الناس على انها نزلت في الصلوة۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۲)

یعنی جمہور کا مسلک ہی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب قرآن کریم پڑھا جائے تو تم اس کی طرف توجہ کرو اور خاموش رہو تا کہ تم رحم کئے جاؤ۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر سب لوگوں کا اجماع ہے کہ اس آیت کریمہ کا شان نزول نماز ہے۔

**فائدہ:** ان کے علاوہ مستند روایتیں تابعین و تبع تابعین علیہم الرحمہ اور مفسرین کرام ائمہ دین سے اس آیت کی تفسیر میں موجود ہیں مگر ہم طوالت کے خوف سے انہیں ترک کر کے غیر مقلدوں کے معتمد علیہ ایک غیر مقلد کا فتویٰ عرض کرتے ہیں۔ مشہور غیر مقلد عالم مولوی عبدالصمد پشوری لکھتے ہیں

والاصح كونها في الصلوة لما روى البيهقي عن الامام احمد قال اجمعوا على انها في الصلوة

(اعلام الاعلام في ترك القرات خلف الامام صفحہ ۱۹)

یعنی صحیح ترین بات یہ ہے کہ اس آیت کا شان نزول نماز ہے جیسا کہ امام بیہقی نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا نماز کے بارے میں نازل ہونے پر سب کا اجماع اور اتفاق ہے۔

### لطیفہ

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ آیت میں قرأت کا لفظ ہے اور قرأت کا اطلاق سورۃ الفاتحہ کے لئے نہیں کیونکہ سورۃ الفاتحہ کے احکام منفرد ہیں۔

سورۃ الفاتحہ جزو قرآن ہے یا کہ نہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو کیا آپ کو تحریف قرآن کا قائل ہو کر کافر بننے کا شوق تو نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو ایک سو تیرہ سورتوں کا سننا تو واجب ہے اور صرف سورۃ فاتحہ اس سے مستثنیٰ کیوں ہے؟

(۳) سورۃ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے پر کون سی قطعی الثبوت اور قطعی الدلت قرآن مجید کی آیت ہے؟



## سوالات و جوابات

### سوال

یہ آیت مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی؟

### جواب

- (۱) **لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ** کا مصداق مشرکین بقول غیر مقلدین کے اگر بن سکتے ہیں تو مؤمنین کیوں نہیں بن سکتے۔  
 (۲) اگر مشرکین مکہ بغیر کسی شور و غل کے قرآن مجید سنیں تو غیر مقلدین کے نزدیک مشرکین مکہ پر تو خدا کا رحم نہیں ہو سکتا۔ (لا حول ولا قوة الا باللہ)

**فائدہ:** اس آیت کریمہ

**وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ** (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۴)

**ترجمہ:** اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

کا خطاب صاف طور پر یہ ہوگا کہ جب سورہ فاتحہ پڑھی جائے تو تم توجہ کرو اور بالکل خاموش رہو چونکہ اس آیت کریمہ کا شان نزول نماز اور خلف الامام کا مسئلہ ہے جیسا کہ بحوالہ عرض گیا ہے تو اس کے لئے امام کے پیچھے مقتدیوں کو دیگر سورتوں کی قرأت عموماً اور سورہ فاتحہ کی خصوصاً درست نہ ہوگی کیونکہ استماع اور انصات کو رب العزت نے امر کے صیغوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور امر کی خلاف ورزی کرنا اہل اسلام کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔

(۳) سرے سے غیر مقلدین کا یہ سوال ہی غلط ہے اس لئے کہ آیت میں مشرکوں کو رحمت خداوندی کا مستحق ٹھہرایا جا رہا ہے حالانکہ مشرکین و کفار تو قہر و غضب کے مستحق ہیں نہ کہ رحم و کرم کے۔ غیر مقلدین کا یہ سوال ان کی سفاہت و بے عقلی کی دلیل ہے۔

(۳) آیت:

**فَاقْرَءْ وَامَّا تَسْرِ مِنَ الْقُرْآنِ** (پارہ ۲۹، سورۃ المزمل، آیت ۲۰)

**ترجمہ:** اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہوتا پڑھو۔

**فائدہ:** آیت میں مطلق قرأت کا حکم ہے فاتحہ ہو یا کوئی اور سورت یا آیات۔ علم الاصول کا قاعدہ ہے کہ قرآن کے



عموم پر حدیث (خبر واحد) سے زیادتی ناجائز ہے سورہ فاتحہ کو اپنی طرف سے اخبار احاد کی وجہ سے فرض قرار دینا ناجائز ہے۔

## قاعدہ احناف

احناف کے نزدیک قرآن کی صریح آیات سے جو ثابت ہو وہ فرض ہے اور جو حدیث سے ثابت ہو وہ واجب ہے اسی لئے ان کے نزدیک مطلق قرأت فرض ہے اور سورہ فاتحہ امام و منفرد پر واجب۔ احناف کی تائید احادیث سے ہے

## حدیث شریف

نبی پاک ﷺ نے ایک اعرابی کو نماز کے احکام کی تعلیم دے کر فرمایا:

ثم اقروا ما تيسر من القرآن۔ (بخاری)

پھر قرآن میں سے جو تجھے آسان ہو پڑھ۔

## صریح حدیث سے تائید احناف

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

امروني النبي ﷺ ان النادی انه لا صلوة الا بقراءة ولو بفتح الحاء الكتاب۔ (رواہ ابو داؤد)

مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ میں اعلان کروں کہ نماز قرأت کے بغیر جائز نہیں خواہ سورہ فاتحہ ہو۔

**فائدہ:** اگر فاتحہ علیحدہ فرض ہوتی تو اسے عام قرأت میں اعلان کا حکم نہ ہوتا بلکہ یوں فرمایا جاتا کہ قرأت کے علاوہ فاتحہ ضرور پڑھو۔

## باب ۲

## احادیث مبارکہ

احناف کی دلیل احادیث قولی سے بھی ہے اور فعلی سے بھی، صراحۃً بھی اور اشارۃً بھی۔ فقیران تمام کو آگے تفصیل وار عرض کرتا ہے۔

(۱) احادیث قولی جن میں صاف ہے کہ حضور ﷺ نے امام کے پیچھے ہر طرح کی قرأت سے روکا ہے۔

(۲) سرورِ عالم ﷺ کی زندگی اقدس کے آخری لمحات احکام و مسائل میں فیصلہ کن ہیں۔ ہم آگے چل کر عرض کریں گے

آپ کی آخری نماز میں قرأت خلف الامام نہیں ہے۔

(۳) حضور سرورِ عالم ﷺ کا ہر قول و فعل شریعت اور اسلام ہے۔ آپ نے ایک صحابی کو نماز میں خلل انداز پایا کہ اس نے



آپ کو رکوع میں جاتے دیکھ کر پچھلی صف میں تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز میں شمولیت کر کے پھر اسی حالت میں اگلی صف میں مل گیا آپ نے اسے فرمایا ایسی غلطی آئندہ نہ ہو۔

ہم احناف کہتے ہیں کہ یہ صحابی ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اگر بقول غیر مقلدین سورۃ فاتحہ خلف الامام ہوتی اور اس کے ترک سے نماز باطل ہوتی تو حضور ﷺ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے لوٹانے کا حکم فرماتے لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ فرمایا اب تو غلطی ہوگئی (وہ یوں کہ رکوع کہیں کیا تو پھر چل کر آگے کی صف میں پہنچے کامل کیا گیا) لیکن آئندہ ایسا نہ کرنا۔  
(۴) غیر مقلدین کے پاس ایسی کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں جس میں صاف حکم ہو کہ امام کے پیچھے فاتحہ ضرور پڑھو اگر نہ پڑھو گے تو نماز باطل ہوگی۔

(۵) جن روایات میں فاتحہ کے پڑھنے کا حکم ہے جبکہ اکیلا نماز پڑھ رہا ہے یا امام کو حکم ہے۔

(۶) غیر مقلدین کی بعض روایات پیش کردہ ضعیف اور مؤول ہیں ان کی تفصیل آگے آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

### احادیث صحیحہ مرفوعہ

(۱) عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللہ ﷺ فعلمنا سنتنا فقال اذا کبر

الامام فکبروا واذا قرء فانصتوا

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں حضور ﷺ نے خطبہ دیا اس میں آپ نے نماز کا طریقہ بتایا اور فرمایا جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ (رواہ مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۴)

**فائدہ:** اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ قرأت کرنا امام کا فریضہ ہے اور مقتدیوں کا وظیفہ صرف خاموش رہنا اور انصات ہے اور ان کے لئے بغیر انصات کے اور کوئی گنجائش ہی نہیں چونکہ یہ روایت مطلق ہے لہذا سری اور جہری تمام نمازوں کو شامل ہے مقتدیوں کو کسی نماز میں امام کے پیچھے قرأت کرنے کی ہرگز اجازت و گنجائش نہیں ہے۔

### انتباہ

یہ روایت صحیح مسلم کے علاوہ احادیث کی دیگر معتبر کتب میں بھی موجود ہے۔ ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۴۰، مشد احمد جلد ۳ صفحہ ۴۵، وار قطنی جلد ۱ صفحہ ۱۲۵، بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۵۵، ابن ماجہ صفحہ ۶۱، مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۸۱، صحیح ابی حوٰنہ صفحہ ۱۷۴۔ ان کے علاوہ احادیث کی دیگر درجنوں مستند و معتبر کتب احادیث میں یہ حدیث موجود ہے۔

(۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ان النبی ﷺ خطبنا فکان ما بین لنا من صلوتنا ویعلمنا سنتنا قال اقیمو الصلوف ثم لیومکم



احدکم فاذا کبر الامام فکبروا واذا قرئ فانصتوا۔ (رواہ ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۴۰)

حضور سرور عالم ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور نماز کا طریقہ سکھایا اور سنت کی تعلیم دی اور فرمایا کہ صفیں درست کیا کرو تم میں سے ایک آدمی امام بنے اور جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

(۳) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قال رسول اللہ ﷺ اذا قرء الامام فانصتوا واذا قال غير المغمضوب عليهم ولا الضالين قولوا امين فرمایا جناب رسول کریم ﷺ نے کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب امام غیر المغمضوب علیہم ولا الضالین پڑھے تو تم آمین کہو۔ (رواہ مسلم جلد ۱ صفحہ ۷۴، ابوعوانہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۲)

**فائدہ:** ان تمام صحیح روایات سے معلوم ہوا کہ قرأت کرنا امام کا کام ہے اور مقتدیوں کا کام صرف خاموش رہنا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو جو متعدد کتب حدیث میں آئی ہے اور جس کو امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں نقل کیا ہے مندرجہ ذیل ائمہ حدیث نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(۱) امام احمد بن حنبل (۲) امام مسلم (۳) امام نسائی (۴) امام ابن جریر (۵) علامہ ابن حزم (۶) امام منذری (۷) حافظ ابن کثیر (۸) امام اسحاق بن راہویہ (۹) امام ابوبکر بن اشیر (۱۰) حافظ ابن حجر (۱۱) امام ابو ذر عبد رازی (۱۲) امام موفق الدین بن قدامہ (۱۳) امام شمس الدین بن قدامہ (۱۴) امام ابن خزیمہ (۱۵) امام ابو عمر بن عبد البر (۱۶) ابن تیمیہ (۱۷) امام ابو عوانہ (۱۸) نواب صدیق حسن خاں (۱۹) علامہ مارونی (۲۰) علامہ عیسیٰ (۲۱) امام ابن معین (۲۲) عثمان ابن ابی شیبہ (۲۳) علی بن المدینی (۲۴) سعید بن منصور خراسانی (۲۵) امام ابن صلاح رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول اللہ ﷺ انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا واذا قرء فانصتوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنا لك الحمد

فرمایا جناب رسول کریم ﷺ نے کہ امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ اس کی اقتدا کی جائے پس جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

(۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ان النبي ﷺ قال اذا قرء الامام فانصتوا۔ (کتاب القراءة للبخاری صفحہ ۹۲)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔



(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

ان رسول اللہ ﷺ انصرف من صلوٰۃ جہر فیہا بالقراۃ فقال هل قرء معی منکم احد انفا فقال رجل نعم انا یا رسول اللہ ﷺ قال فقال رسول اللہ ﷺ انی اقول ما لی انازع القرآن فانتہی الناس عن القراۃ مع رسول اللہ ﷺ فیما جہد فیہ رسول اللہ ﷺ بالقراۃ حین سمعوا ذالک من رسول اللہ ﷺ

حضور ﷺ ایک جہری نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قرأت کی ہے تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جی ہاں! میں نے قرأت کی ہے، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جی تو میں (اپنے دل میں) کہہ رہا تھا کہ میرے ساتھ قرآن کریم کی قرأت میں منازعت کیوں ہو رہی ہے؟ آپ ﷺ کے اس ارشاد کے بعد جن نمازوں میں جہر سے آپ قرأت کرتے لوگوں نے آپ کے پیچھے قرأت بالکل ترک کر دی تھی۔

(موطا امام مالک صفحہ ۳۹، ۳۰)

(۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

کل صلوٰۃ لا یقرء فیہا بام القرآن فہی خداج الاصلوۃ خلف الامام

کہ ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو وہ ناقص ہے مگر وہ نماز جو امام کے پیچھے پڑھی جائے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ (کتاب القراۃ الامام السیوطی)

(۸) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

قال النبی ﷺ من کان له امام فقراۃ الامام له قراۃ

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے امام کی اقتداء کی تو امام کی قرأت اس کے لئے کافی ہے۔

(حاشیہ مشکوٰۃ، فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۳۳۹)

(۹) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قال علیہ السلام من صلی خلف الامام فقراۃ الامام له قراۃ

ارشاد فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو امام کی قرأت اس کو کفایت کرتی ہے۔

(کتاب القراۃ للسیوطی صفحہ ۱۰۲)



(۱۰) ام رسول اللہ ﷺ فی العصر قال فقرء رجل خلفه فغمر الذي يليه فلما ان صلى قال لم غمزني قال كان رسول الله ﷺ قد املك فكرهت ان تقرأ خلفه فسمعه النبي ﷺ فقال من كان له امام فان قراته له قراءة

حضور ﷺ نے ایک دن عصر کی نماز میں امامت کرائی آپ کے پیچھے ایک شخص نے قرأت کی تو ساتھ والے نے اسے ذرا دبایا تا کہ وہ قرأت سے باز آجائے جب نماز ختم ہو گئی تو اس نے کہا کہ تم نے مجھے کیوں ٹولا اور دبایا تھا منع کرنے والے نے کہا کہ چونکہ حضور ﷺ تیرے آگے امام تھے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ تم بھی آپ ﷺ کے پیچھے قرأت کرو۔ حضور ﷺ نے سنا تو فرمایا کہ جس کے لئے امام ہے پس امام کی قرأت ہی اس کو کافی ہے۔ (موطا امام محمد صفحہ ۱۰)

(۱۱) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

امرني رسول الله ﷺ ان لا اقرء خلف الامام  
حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کیا کرو۔ (کتاب الراۃ للبیہقی صفحہ ۱۳۹)

(۱۲) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سئل رسول الله ﷺ افي كل صلوة قراءة قال نعم فقال رجل من الانصار وجبت هذه فقال لي رسول الله ﷺ وكنت اقرب القوم اليه ما اري الامام اذا ام القوم الا كفاهم  
حضور ﷺ سے سوال ہوا کہ کیا ہر نماز میں قرأت ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! ایک انصاری نے کہا پھر تو قرأت ضروری ہو گئی حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ میں تمام اہل مجلس میں سے حضور ﷺ کے زیادہ قریب تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تو یہی جانتا ہوں کہ امام کی قرأت مقتدیوں کو کافی ہے۔  
(دارقطنی جلد ۱ صفحہ ۱۲۶، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۰)

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

من كان له امام فقرأ الامام له قراءة  
کہ امام کا پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے۔ (کتاب القراءة للبیہقی صفحہ ۱۲۵)

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے۔

(۱۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

كل صلوة لا يقرأ فيها بفتحها الكتاب فلا صلوة له الا وراء الامام

ہر نماز جس میں نمازی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز ادا نہ ہوگی، مگر امام کے پیچھے پڑھنے والا اس سے مستثنیٰ ہے۔

(کتاب القراءة للبیہقی صفحہ ۱۳)



**فائدہ:** یہ حدیث بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے۔

(۱۵) امام موفق الدین ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

عن جابر ان النبی ﷺ قال کل صلوة لا یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج الا ان یکون وراء الامام  
امام خلائے اپنی روایت کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ نماز  
جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو وہ ناقص ہے مگر وہ نماز جو امام کے پیچھے ہو۔

(مغنی صفحہ ۶۰۶، مغنی مع شرح مقنع الکبیر صفحہ ۶۰۶)

**فائدہ:** جن راویوں کو اختصار ملحوظ رکھنا ہوتا ہے وہ حدیث مختصر بیان کر دیتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ بس  
حدیث صرف وہی ہے جو مختصر بیان ہوئی ہے بلکہ محدثین کا قاعدہ ہے کہ حدیث کو بکھلم و جوہ مجملًا و مفصلًا ماننا ضروری ہے  
غیر مقلدین اپنی غرض نفسانی کے تحت ہمیشہ ایسے قواعد سے پہلو تہی کر جاتے ہیں۔

(۱۶) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

من کان له امام فقرأه الامام له قراءة

جس آدمی نے امام کی اقتداء کر لی ہو تو امام کی قرأت بھی مقتدی کو بس ہے۔ (رواہ احمد فی مسندہ)

**فائدہ:** امام شمس الدین ابن قدامہ الحنبلی فرماتے ہیں کہ

وهذا اسناد صحيح متصل رجاله كلهم ثقات

یہ سند صحیح ہے اور متصل ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ (شرح منقح اکبر صفحہ ۱۱ جلد ۲ بر حاشیہ مغنی)

(۱۷) حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

من قرء احد منکم انفا قالوا نعم قال انی اقول مالی انازع القرآن فانتهی الناس عن القراءة معه حين

قال ذلك

کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قرأت کی ہے صحابہ کرام نے عرض کیا ہاں! حضور ﷺ قرأت کی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی لئے تو میں دل میں یہ کہہ رہا تھا کہ میرے ساتھ قرآن کریم کی قرأت میں کیوں منازعت اور

کشمکش ہو رہی ہے۔ (مسند احمد جلد ۳، ج ۳۵ صفحہ ۳۳۵)

جب آپ ﷺ کا یہ ارشاد لوگوں نے سنا تو آپ ﷺ کے پیچھے قرأت ترک کر دی۔



امام ابوبکر الہیثمی التوفی ۸۰ھ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ  
رواہ احمد و رجال احمد رجال الصحيح۔ (مجمع الزوائد جلد ۲)

## نبی پاک ﷺ کی آخری نماز سے استدلال

(۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

واخذ رسول اللہ ﷺ من القراءة من حيث كان بلغ ابوبکر

اور حضور ﷺ نے وہاں سے قرأت شروع کی جہاں تک حضرت ابوبکر قرأت کر چکے تھے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۸۸)

(۲) ایک روایت میں آیا ہے کہ

فقرأ من المكان الذي بلغ ابوبكر من السورة

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ کے جس مقام تک پہنچ چکے تھے حضور ﷺ نے وہاں سے شروع کی۔ (مسند احمد جلد ۱)

(۳) ایک روایت میں اس طرح ارشاد ہوا کہ

فاستفتح النبي ﷺ من حيث انتهى ابوبكر من القرآن

نبی کریم ﷺ نے وہاں سے شروع فرمایا جہاں تک حضرت ابوبکر پہنچ چکے تھے قرآن سے۔ (سنن الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۸۱)

**فائدہ:** یہ روایت طحاوی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۳۵، مشکل الآثار جلد ۲ صفحہ ۲۷۷، طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۳۰، انصب

الرایہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۱ اور درایہ صفحہ ۱۵۵ وغیرہ میں مذکور ہے۔ فتح الباری جلد ۵ صفحہ ۲۷۹ اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ اسنادہ

حسن جلد ۲ صفحہ ۳۸ اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے باوجود یہ..... کلا یا بعض نہیں پڑھی پھر بھی

نماز ہو گئی۔

**فائدہ:** حضور ﷺ بیمار تھے دو آدمیوں کے سہارے چل کر تشریف لائے پاؤں مبارک زمین پر گھسٹتے رہے نماز پہلے

شروع ہو چکی تھی آہستہ آہستہ مسجد کی صفوں میں سے گزر کر مصلے پر پہنچے، سورۃ فاتحہ کی سات آیتیں بھلا اس وقت تک ختم نہ

ہو سکی ہو گئی۔

**فائدہ:** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس کی تصریح کرتے ہیں کہ آخری بیماری میں آپ نے

صرف یہی ایک نماز باجماعت ادا کی تھی۔ (کتاب الامام جلد ۲ صفحہ ۱۸۵)

**فائدہ:** اگر سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص بلکہ باطل اور کالعدم ہوتی ہے جیسا کہ غیر مقلدین کہتے ہیں تو آپ کی یہ



آخری نماز ہوئی یا (معاذ اللہ) نہیں ہوئی؟ نماز نہ ہوئی تو کہہ نہیں سکتے لامحالہ کہنا پڑے گا نماز ہوئی تو پھر احناف حق پر ہیں کہ امام کے پیچھے فاتحہ کے پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ امام کی اقتداء کا یہی مطلب ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

## حدیث ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حدیث شریف میں ہے

انہ دخل المسجد والنبي ﷺ راكعا فرجع قبل ان يصل الى الصف فقال النبي ﷺ زادك الله

حرصا ولا تعد

وہ مسجد میں داخل ہوئے تو حضور ﷺ رکوع میں چلے گئے چنانچہ صف میں ملنے سے قبل ہی وہ تکبیر تحریرہ ادا کر کے رکوع میں چلے گئے اور صف میں مل گئے حضور ﷺ نے اس پر ارشاد فرمایا کہ خدا تیری نیکی کی حرص زیادہ کرے پھر ایسا نہ کرنا۔

**فائدہ: (۱)** ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکرہ بغیر سورۃ فاتحہ پڑھے رکوع میں شامل ہو گئے تھے باوجود اس کے ان کی اس رکعت اور ان کی اس نماز کو جناب رسول خدا ﷺ نے مکمل اور صحیح فرمایا اور ان کو اعادہ نماز کا حکم نہیں دیا۔

**(۲)** امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جس نے امام کے ساتھ رکوع پالیا تو اس نے وہ رکعت پالی۔

**(۳)** اس صحیح اور مرفوع حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ امام کے ساتھ رکوع میں ملنے والے کی رکعت صحیح ہے۔

**فائدہ:** حدیث ابی بکرہ مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہیں۔

(السنن الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰، زیلعی جلد ۲ صفحہ ۳۹، مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۹۹، صحیح بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۸)

## فیصلہ حق

**(۱)** رکوع میں پہنچے تو فاتحہ مع ختم سورۃ دونوں نہ پڑھ سکے تو ان کی نماز ہو گئی۔ ثابت ہوا کہ امام کی قرأت سے مقتدی کی قرأت ہو گئی۔

**(۲)** رکوع میں پہنچنے سے کامل رکعت مل گئی اس میں بھی غیر مقلدین کا رد ہے کیونکہ وہ اس کے قائل نہیں۔

**(۳)** اگر فاتحہ واجب ہوتی تو حضور ﷺ ابو بکرہ کو نماز کے لوٹانے کا حکم فرماتے جیسے ایک صحابی نے تعدیل ارکان نہ کی تو تین بار اسے فرمایا نماز لوٹا اس لئے کہ تیری نماز نہ ہوئی۔ (بخاری)



لیکن حضرت ابو بکرہ کو صرف اتنا فرمایا

لا تعد

آئندہ ایسا نہ کرنا

یہی ہم بھی کہتے ہیں کہ اس کی نماز مکروہ ہے جو قیام کہیں تو نماز میں چل کر رکوع کہیں اور جگہ۔

## استدلال بطریق دیگر

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا امن القاری فامنوا فان الملئکۃ تو من فمن وافق تامينه تامين الملئکۃ غفر له ما تقدم من قبله رواه البخاری وقال رسول اللہ ﷺ اذا امن الامام فامنوا فانه من وافق تامينه تامين الملئکۃ غفر له ما تقدم من قبله متفق عليه وفي روايه قال اذا قال الامام غير المفضوب عليهم ولا الضالين فقولوا امين فانه من وافق قوله قول الملئکۃ غفر له ماتقدم من ذنبه هذا لفظ البخاری وفي المسلم ايضاً۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب قاری آمین کہے تم بھی آمین کہو اس لئے کہ ملائکہ آمین کہتے ہیں پس جس کی آمین ملائکہ کی آمین سے موافق ہو اس کے اگلے گناہ بخشے جاتے ہیں، اس کو روایت کیا بخاری نے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو اس لئے کہ جس کی آمین فرشتوں کے آمین کہنے سے موافق ہو اگلے گناہ بخشے جاتے ہیں، یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب امام غیر المفضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اس واسطے کہ جس کا قول ملائکہ کے قول سے موافق ہو اس کے اگلے گناہ بخشے جاتے ہیں، یہ لفظ بخاری کا ہے اور مسلم میں بھی ایسا ہی ہے۔

## طریقہ استدلال

حدیث مذکور میں حضور ﷺ نے امام کو قاری سے موسوم فرمایا اگر مقتدی بھی قراۃ میں مشترک ہوتے تو آپ

فرماتے

اذا قلتم ولا الضالين قولوا امين

جب تم ولا الضالین کہو تو آمین کہو

لیکن ایسا نہیں بلکہ امن القاری ہے جو قرأت صرف امام سے خاص ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ ”فامنوا“



فاجزائیہ شرط کے بعد آتی ہے تو ثابت ہوا کہ مقتدی قرأت میں شامل نہیں بلکہ اس کا کام ہے امام جب **وَلَا الضَّالِّينَ** پر ختم کرے تب آمین کہے جیسے شرط و جزا کا قاعدہ نحوی مسلم ہے۔

### غیر مقلدوں پر سوال

اس حدیث میں مقتدیوں پر آمین کہنے کا حکم ہے ادھر تم امام کے پیچھے فاتحہ پڑھ رہے ہو بعض مقتدی قرأت (فاتحہ) پڑھتے ہیں کمزور ہوتے ہیں بعض تیز جوتیز ہے اس نے امام سے پہلے پڑھ کر آمین ایک دفعہ پڑھ لی اب جب امام **وَلَا الضَّالِّينَ** کہے گا تو اب بھی آمین کہنا ہوگا نماز میں دو آمین کہنے کا تم نے کسی حدیث میں پڑھا تمہارے پاس دو آمین والی حدیث ہے تو پیش کرو ورنہ حدیث نہیں ہے تو بدعت ہوگا اب یا حدیث دکھا دیا بدعتی بنو۔ اسی طرح اگر کمزور ہے تو امام **وَلَا الضَّالِّينَ** کہے گا تو اسے آمین کہنی ہوگی ورنہ حدیث شریف کے خلاف لازم آتا ہے اب آمین کہتا ہے تو فاتحہ کی قرأت کے درمیان آمین کہنا لازم آئے گا اور آمین قرآن نہیں غیر قرآن ہے تو اس مقتدی نے غیر قرآن کو قرآن میں ملایا اور وہ بھی نماز میں تو مجرم ہوا یا بدعتی اس لئے کہ کسی حدیث شریف میں نہیں کہ فاتحہ شریف کے درمیان میں کسی جگہ پر آمین کہا جائے مانا کہ مقتدی امام کے ساتھ پڑھتا جا رہا ہے اگرچہ کمزور ہے لیکن امام کے سہارے پر تیزی آگئی ہاں یہ ممکن ہے جیسے کمزور ٹرک تیز ٹرک سے لگ کر تیز چل پڑتا ہے لیکن سوال تو اپنی جگہ پر قائم ہے وہ یوں کہ مقتدی اس وقت پہونچا جب امام کچھ فاتحہ پڑھ چکا تھا اب اس نے فاتحہ پڑھی ہے اور کچھ فاتحہ پڑھی تو امام نے آمین کہہ دی اب مقتدی آمین نہیں کہتا تو حدیث کے خلاف ہوتا ہے کہتا ہے تو وہی خرابی لازم آئے گی جو پہلے مذکور ہو چکی ہے بلکہ درحقیقت تحریف قرآن لازم آئے گی کہ غیر قرآن (آمین) کو قرآن (فاتحہ) کے درمیان ملا دیا۔

(۲) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا جنتم الى الصلوة ونحن فی

سجود فاسجدوا ولا تعدوه شیئا ومن ادرك رکعة فقد ادرك الصلوة

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب تم نماز کو آؤ اور ہم سجدہ میں ہیں تو سجدہ

کرو اور اس سجدہ کو شمار مت کرو اور جس نے رکوع پایا اس نے کامل نماز پائی۔ (رواہ ابوداؤد)

(۳) وعنه انه كان يقول من ادرك الركعة فقل ادرك السجدة ومن فاتته قراءة القرآن فقد

فاتته خير كثير

نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے رکوع پایا اس نے سجدہ پایا اور جس کی فاتحہ الکتاب فوت



ہوئی پس خیر کثیر اس سے فوت ہوئی۔ (رواہ مالک)

## طریقہ استدلال

(۱) ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی کو فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے اس لئے کہ دونوں حدیثوں میں رکعت سے مراد رکوع ہے اس لئے کہ دونوں حدیثوں میں رکعت کا بالمقابل سجدہ ہے اور علم حدیث کا قاعدہ ہے کہ تقابیل الفاظ کا تناسب ضروری ہے اور رکعت بمعنی رکوع احادیث میں بھی وارد ہے اور رکوع میں پہونچنے والے کی نماز کے جواز پر حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت بھی موید ہے فلہذا یہاں ”الرکعة“ سے ”الرکوع“ لینا مناسب ہے جب رکوع سے ملنے کی نماز کا جواز ثابت ہوا تو فاتحہ کے ترک سے نماز میں فرق نہ آیا۔ وهو المطلوب اگر رکعت یہاں بمعنی رکوع نہ ہو تو مناسب تھا کہ حضور ﷺ اس طرح فرماتے:

جنتم الى الصلوة ونحن في الركوع فاركعوا ولا تعدوه شيئا

اور اس ہی سے عدم محسوبیت سجدہ کے بھی بطریق اولی مستقار ہے کیونکہ جب باوجود ادراک رکوع رکعت محسوب نہ ہوئی تو باادراک سجدہ کی کس طرح محسوب ہوگی پس معلوم ہوا کہ رکعت سے رکعت تامہ مراد نہیں بلکہ رکوع ہے اس کی تائید بخاری کی حدیث ذیل سے بھی ہوتی ہے

عن رفاعه بن نافع قال كنا نصلي وراء النبي ﷺ فلما رفع رأسه من الركعة قال سمع الله لمن

حمدہ..... الخ

حضرت رفاعہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نبی پاک ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر مبارک اٹھایا تو فرمایا سمع الله لمن حمدہ اور جیسے یہاں ”الرکعة“ بمعنی ”الرکوع“ ہے ایسے ہی ہماری پیش کردہ دو مذکورہ بالا حدیثوں میں ”الرکعة“ بمعنی ”الرکوع“ ہے۔

(۳) حدیث:

من ادرك الركعة فقد ادرك الصلوة

میں تین احتمال ہو سکتے ہیں۔ (۱) رکعت (۲) تمام صلوٰۃ (۳) ثواب جماعت بر تقدیر

اول مراد رکعت سے رکوع ہے یا رکعت تامہ پہلی شق میں ہمارا مدعی ثابت ہے دوسری شق پر معنی ہوگا

من ادرك الركعة التامة فقد ادرك الركعة



اس کا کوئی مطلب نہیں بتا شق ثالث کا یہ معنی ہو کہ

**من ادرك الركعة الواحدة فقد ادرك تمام صلوة**

یہ معنی بھی غلط ہے اس لئے کہ جس سے پہلے کئی رکعت یا دو تین فوت ہو گئیں وہ نہ پڑھے کیونکہ اسے کہا گیا ہے کہ نماز تمام ہو گئی اگر شق ثالث مراد ہو یعنی ثواب الصلوٰۃ تو یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ اس جملہ کا مقابلہ سجود سے ہے یعنی جیسے **"من ادرك الركعة"** فرما کر نماز کی تکمیل کی نوید ہے اس طرح سجدہ کی حالت میں پہونچنے والے کو یہ نوید نہیں بلکہ وہاں حکم ہے

**فلا تعدوه شيئا**

یعنی سجدے میں پہونچنے والے کو فرمایا ہے کہ وہ اس رکعت کو نماز میں شمار نہ کرے اور **"الركعة"** میں پہونچنے والے کو نوید ہے کہ اس کی رکعت مکمل ہے تو معلوم ہوا کہ **"الركعة"** سے مراد رکوع ہے نہ کہ نماز کامل یا ثواب کامل۔

**ازالہ وہم**

**من فاتة قراءة القرآن..... الخ**

جس سے اُم القرآن (فاتحہ) فوت ہو جائے اس سے خیر کثیر فوت ہو گئی

اس جملہ کا مطلب یہ ہے ادراک قرأت فاتحہ یا سماع قرأت فاتحہ کا امام سے افضل ہے اس سے وجوب ثابت نہ

ہوا بلکہ ایک فضیلت ہے۔

**سوال**

مسلم شریف میں ہے

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی صلوٰۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فہی خداج ثلاثا غیر تمام فقیل لا بی ہریرۃ انا یکون وراء الامام قال اقرء بها فی نفسک فانی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول قال اللہ تعالیٰ قسمت الصلوٰۃ بینی وبين عبدی نصفین ولعبدی ما سال فاذا قال العبد الحمد لله رب العلمین قال اللہ تعالیٰ حمدنی عبدی واذا قال الرحمن الرحیم قال اللہ تعالیٰ اثنی علی عبدی واذا قال مالک يوم الدين قال مجدنی عبدی واذا قال اياک نعبد و اياک نستعین قال هذا بینی وبين عبدی ولعبدی ما سال فاذا قال اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر



**المغضوب عليهم ولا الضالين قال هذا لعبدى ولعبدى ما سال**

رسول اللہ ﷺ نے جو نماز ادا کرے اور اُم القرآن اس میں نہ پڑھے تو وہ نماز ناقص ہے غیر تمام ہے تین بار فرمایا ابو ہریرہؓ کو کسی نے کہا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں کہا دل میں پڑھا کر کیونکہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے نماز کو بندہ اور اپنے میں دو حصوں پر تقسیم کیا اور بندہ کی مرضی ہے جو مانگے۔

**جواب:**

اس سے امام کے پیچھے فاتحہ کا سیدنا ابو ہریرہؓ کا اپنا استدلال ہے اور اس سے مراد وہ نماز ہو جو بلا امام ہو اور سیدنا ابو ہریرہؓ کے **فی نفسک** (اپنے نفس میں) میں فرمانے سے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ **فی نفسک** سے دل پر تصور جمانا مراد ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

**وَادْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ** (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۵)

**ترجمہ:** اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو۔

یہاں بھی دل پر جمانا مراد ہے اس لئے کہ یہ آیت نسیان کے بالمقابل ہے جیسا کہ اس آیت میں **نفسک**..... نسیت ہے اس میں نہ ذکر لسانی مراد ہے اور نہ ہی اس سے کوئی طور ذکر میں مصروف ہونا ایسے ہی مقتدی کے لئے بھی حکم ہے کہ امام کی قرأت کو دل پر تصور جمائے غفلت میں نہ رہے۔

**اطلاق النفس پر احضار**

قرآن واحادیث ومجاورات میں نفس قلب بکثرت آیا ہے اور شرع میں اس کا اطلاق عام ہے قلہذا **اذکر ربک** سے مراد ذکر قلبی مراد ہے۔

**باب ۲**

**اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم**

عوام تو کیا بہت سے پڑھے لکھے اس حقیقت سے بے خبر ہیں لیکن غیر مقلدین کو یقین ہے کہ صحابہ کرام کا اکثر مسائل میں اختلاف منقول ہے اسی اختلاف سے نہ صرف غیر مقلدین بلکہ تمام بد مذہب فائدہ اٹھا کر عوام کو بہکاتے ہیں اور ان کا اختلاف برائے اختلاف نہیں بلکہ صحبت نبوی میں کثرت حاضری یا حضوری یا کم حاضری پر مبنی ہے یہ طویل بحث ہے اسے احناف کے مذہب تحقیق کے بعد سمجھا جاسکتا ہے کہ احناف کے اکثر دلائل ومسائل کا تعلق ان صحابہ کی نقول سے



ہے جو حضوری دربار تھے مثلاً خلفائے راشدین و عبادلہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور غیر مقلدین ایسے ہی دوسرے بد مذہب بلکہ اکثر اہل مذاہب کے دلائل و مسائل کا تعلق کم حاضری وغیر حاضری والے صحابہ کرام سے منقول ہیں جنہیں ایک یا دو بار حاضری نصیب ہوئی۔

**الحمد للہ** ترک القرات خلف الامام چالیس ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے جو حضوری بلکہ منظور نظر ہیں مثلاً خلفائے راشدین و عبادلہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کے حوالے آگے آتے ہیں بلکہ صاحب ہدایہ نے اس پر اجماع صحابہ کا دعویٰ کیا ہے۔ شارحین ہدایہ فرماتے ہیں کہ اس اجماع سے اکثریت صحابہ مراد ہیں۔ صحابہ کرام کے بعد تابعین و تبع تابعین میں سے بھی اکثریت ترک القرہ کی ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دلائل اکثریت صحابہ و تابعین سے منقول ہیں اسی لئے اس کو ترجیح ہے اور اہل اسلام سے مخفی نہیں کہ قرآن کریم اور احادیث شریف کے بعد دینی مسائل میں جن حضرات کی طرف نگاہیں اٹھ سکتی ہیں وہ شیعہ رسالت کے پروانے اور فیض نبوت سے مستفید صحابہ کرام کی جماعت ہی ہو سکتی ہے اور ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین کا دور ہے۔

اب مسئلہ قرأت خلف الامام کے بارے میں بعض صحابہ کرام اور تابعین اور بعض دیگر ائمہ عظام کے آثار و اقوال پیش کئے جاتے ہیں۔

### خلفائے راشدین

امام عبدالرزاق حضرت موسیٰ بن عقبہ سے نقل فرماتے ہیں کہ

**ان ابابکر و عمر و عثمان ینہون عن القراءة خلف الامام**

(عمدة القاری جلد ۳ صفحہ ۷۶، ولاء السنن جلد ۲ صفحہ ۸۵)

حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرماتے تھے۔

(۲) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں محمد بن عجلان سے بواسطہ داؤد بن قیس نقل کیا ہے

**ان عمر بن خطاب قال لیت فی قم الذی یقرء خلف الامام حجو**

حضرت عمر نے فرمایا کاش جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے اس کے منہ میں پتھر ڈالے جائیں۔

(موطا امام محمد صفحہ ۹۷)

(۳) امام عبدالرزاق اپنی مصنف میں روایت کرتے ہیں

**قال علی من قرء مع الامام فلیس علی الفطرة**

حضرت علی نے فرمایا جس شخص نے امام کے پیچھے یعنی امام کے ساتھ قرأت کی وہ فطرت پر نہیں ہے۔

(الجواہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۹)



(۴) حافظ ابو عمر بن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ثبت عن علي وسعد و زيد بن ثابت رضي الله تعالى عنه انه قال لا قراءة مع الامام لا فيما

اسرو ولا فيما جهر

حضرت علی اور حضرت سعد اور حضرت زید بن ثابت سے ثابت ہے کہ امام کے ساتھ نہ سری نمازوں میں قرأت کی جاسکتی ہے اور نہ جہری نمازوں میں۔

(۵) امام ابو بکر ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ

اقرأ خلف الامام؟ فقال ان في الصلوة شغلا وسيكفيك قراءة الامام

کیا میں امام کے پیچھے قرأت کر سکتا ہوں؟ تو حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ امام قرأت میں مشغول ہے اور تجھے امام کی قرأت کافی ہے۔ (الجوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۷۰)

**فائدہ:** یہ حدیث کتب احادیث (۱) مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۶ (۲) مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۳۸

(۳) طبرانی کبیر جلد ۹ صفحہ ۳۰۳ میں ہے۔ عبدالرزاق اور بخاری کی ایک ہی سند یوں ہے

عبدالرزاق عن منصور عن ابی وائل قال جاء رجل..... الخ

**لطیفہ**

غیر مقلد تو بخاری کے مقلد ہیں کہتے ہیں بخاری میں کہاں ہے؟ یہ نہیں کہتے حدیث صحیح سند کے ساتھ دکھاؤ تو ہم نے یہ حدیث امام بخاری کے دو استادوں کی عرض کی ہے اور ان کے وہی راوی ہیں جو امام بخاری کے راوی ہیں چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ کی سند بخاری کی سند جلد ۱ صفحہ ۱۱۵۳ ایسے ہی عبدالرزاق والی سند بخاری میں جلد ۱ صفحہ ۱۵۳ میں ہے۔

(۲) قال ابن مسعود ليت الذي يقرأ خلف الامام مليء فوه ترابا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کاش کہ جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے اس کا منہ مٹی سے بھر دیا جائے۔ (طحاوی جلد ۱ صفحہ ۱۰۷، الجوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۲۹)

(۳) امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن مسعود سے سوال کیا کہ

عن القراءة خلف الامام فقال انصت للقرآن وان في الصلوة شغلا وسيكفيك ذاك الامام

کیا امام کے پیچھے قرأت کی جاسکتی ہے۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ قرآن کے لئے خاموش رہو امام قرأت میں



مشغول ہے اور تجھے امام کی قرأت کافی ہے۔ (سنن الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۶۰)

### حضرت عبداللہ ابن عباس

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس سے دریافت کیا

اقرء والامام بین یدی قال لا

کیا میں امام کے پیچھے قرأت کر سکتا ہوں؟ حضرت ابن عباس نے جواب دیا ہرگز نہیں۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۱۲۹، الجوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۷۰، آثار السنن جلد ۱ صفحہ ۸۹)

### حضرت زید بن ثابت

قال لا یقرء خلف الامام ان جهر ولا ان خافت

امام کے پیچھے قرأت نہ پڑھی جائے امام آہستہ پڑھے یا جہر سے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۷۶)

**فائدہ:** یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ اور صحیحین (بخاری و مسلم) کے ہیں۔

(۲) حضرت یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرأت خلف الامام کے متعلق سوال کیا تو

قال لا قراءة مع الامام فی شی

انہوں نے فرمایا امام کے ساتھ کسی نماز میں کوئی قرأت نہیں کی جاسکتی۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۱۱، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۱۵، ابوعوانہ جلد ۲ صفحہ ۷۰)

**فائدہ:** قال ابن تیمیہ ومعلوم ان زید ابن ثابت اعلم الصحابة بالسنة وهو عالم بالمدينة

(فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۳)

حضرت زید بن ثابت کا اثر اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امام کے ساتھ مقتدی کو کسی نماز میں قرأت کا حق نہیں ہے۔

### حضرت عبداللہ ابن عمر

امام طحاوی عبید اللہ بن مقسم کی روایت نقل کرتے ہیں کہ

انه سئل عبد الله بن عمر و زيد بن ثابت و جابر فقالوا لا يقرء خلف الامام في شي من الصلوة

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۱۲۹، زیلعی جلد ۲ صفحہ ۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت زید بن ثابت اور حضرت جابر نے قرآن خلف الامام کے بارے میں سوال کیا گیا تو



جواب میں انہوں نے فرمایا کہ امام کے پیچھے تمام نمازوں میں کوئی قرأت نہیں کی جاسکتی۔

ان عبد اللہ ابن عمر کان اذا سئل هل يقرأ احد خلف الامام قال اذا صلى احد کم خلف الامام

فحسبه قراءة الامام واذا صلى وحده فليقرأ وكان ابن عمر لا يقرأ خلف الامام

(موطا امام مالک صفحہ ۲۹، دار قطنی صفحہ ۱۵۲)

یعنی جب حضرت ابن عمر سے قراءۃ خلف الامام کے بارے میں سوال کیا جاتا تھا تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ جب کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کو کافی ہے اور جب اکیلا پڑھے تو اکیلا قرأت کرے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔

### حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

وددت الذي يقرأ خلف الامام في جمره - (جزء القراءة صفحہ ۱۱، موطا امام محمد صفحہ ۹۸)

میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کے منہ میں آگ کی چنگاری ڈال دی جائے۔

### حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

من قرأ خلف الامام صلى فوه ناراً - (نفس الراي للرويلی جلد ۲ صفحہ ۱۹)

یعنی جس شخص نے امام کے پیچھے قرأت کی اس کا منہ آگ سے بھر دیا جائے۔

### حضرت علقمہ بن قیس

حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعی نے کہا کہ

ما قرأ علقمہ بن قیس قط فيما يجهر فيه ولا فيما لا يجهر فيه - (تعلیق الحسن جلد ۱ صفحہ ۹۰)

یعنی حضرت علقمہ بن قیس نے امام کے پیچھے کبھی قرأت نہیں کی نہ جہری نمازوں میں اور نہ سری نمازوں میں۔

### جابر بن عبد اللہ

مالك عن ابی نعیم وهب بن کیسان انه سمع جابر بن عبد اللہ من صلى ركعة لم يقرأ فيها بام

القرآن فلم يصل الا ان يكون خلف الامام

حضرت وهب بن کیسان نے حضرت جابر عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرما رہے تھے کہ جس شخص نے کوئی رکعت پڑھی



اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس نے نماز نہیں پڑھی مگر جب امام کے پیچھے ہو (تو اس کی نماز ہو گئی)۔

یہ حدیث مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۳۱، سنن نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۶۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۰، موطا امام مالک صفحہ ۶۶، ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۷ میں مذکور ہے

اس کے متعلق ترمذی شریف میں ہے

هذا حديث حسن صحيح

یعنی یہ حدیث حسن صحیح ہے

(۲) مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ میں ہے

عبد الرزاق عن داؤد بن قيس عن عبيد الله بن مقسم سالت جابر بن عبد الله اتقراء خلف الامام في

الظهر والعصر شيئا فقال لا

عبد اللہ بن مقسم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آپ امام کے پیچھے ظہر و عصر میں کوئی قرأت پڑھا کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا نہیں۔

**فائدہ:** یہ حدیث صحیح ہے اس کے راوی صحیحین میں مذکور ہیں اور بخاری شریف جلد ۵ صفحہ ۳۷۵ میں یہ تمام ایک ہی سند میں مذکور ہیں۔ (داؤد بن قیس، عبيد الله بن مقسم، جابر بن عبد الله)

(۳) حدثنا وكيع عن الضحاك بن عثمان عن عبيد الله بن مقسم بن جابر قال لا يقرء خلف الامام

یعنی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے قرأت نہ پڑھی جائے۔

یہ حدیث جو ہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۱ اور مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۶ میں مذکور ہے اور صحیح ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث قرأت الامام لہ قراءۃ اور دیگر آثار و فتوؤں سے واضح ہوا

کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی روایت کردہ حدیث پر فتویٰ عمل تھا اور آپ کے فتوے کے مطابق امام کے پیچھے فاتحہ الکتاب ظہر و عصر وغیرہ کسی نماز میں نہیں۔

جو ہر النقی کے صفحہ مذکور میں ہے

الصحيح عن جابر ان الموت لا يقرأ مطلقا

یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح یہ ہے کہ مقتدی قراءۃ قرآن (سورۃ فاتحہ وغیرہ) کسی نماز میں نہ پڑھے۔



(۳) عن ابی اسحق ان علقمہ قال وددت ان الذی یقرء خلف الامام صلی فوہ احسبه قال ترابا اور ضفا۔ (الجوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۹)

یعنی ابواسحاق فرماتے ہیں کہ علقمہ نے فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے اس کے منہ کو بھردیا جائے ابواسحاق فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں انہوں نے کہا ہے کہ مٹی سے یا گرم پتھر سے۔

## تابعین

### عمر و بن میمون

حضرت ابن مسعود کے تلامذہ سے سوال کیا گیا جن میں سے حضرت عمرو بن میمون خاص طور پر قابل ذکر ہیں کہ امام کے پیچھے قرأت کرنی چاہیے یا نہیں تو فرمایا:

کلمہ یقولون لا یقرء خلف الامام۔ (تعلیق الحسن جلد ۱ صفحہ ۱۱۰)

یعنی حضرت ابن مسعود کے ان سب تلامذہ نے کہا کہ امام کے پیچھے قرأت نہیں کرنی چاہیے۔

### اسود بن یزید

مشہور تابعی حضرت اسود بن یزید فرماتے ہیں

لان اعص جمرة احب الی من ان اقرء خلف الامام وانا اعلم انه یقرء۔

(تعلیق الحسن جلد ۱ صفحہ ۹۱ و اسنادہ صحیح)

میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اپنے منہ میں آگ کی چنگاری ڈال لوں بجائے اس کے کہ میں امام کے پیچھے قرأت کروں جبکہ مجھے اس قرأت کا علم ہے۔

### سوید بن غفلہ

ولید بن قیس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سوید بن غفلہ سے سوال کیا کہ

واقراء خلف الامام فی الظہر والعصر قال لا۔ (تعلیق الحسن جلد ۱ صفحہ ۹۱ و اسنادہ صحیح)

کیا میں ظہر و عصر کی نماز میں امام کے پیچھے پیچھے قرأت کر سکتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا ”نہیں“۔

### سعید بن مسیب

حضرت سعید ابن مسیب فرماتے ہیں کہ

انصت للامام۔ (تعلیق الحسن صفحہ ۹۱ و اسنادہ صحیح)

امام کے پیچھے خاموشی اختیار کرو اور قرأت نہ کرو۔



## اسعد بن جبیر

بشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر سے سوال کیا  
**عن القراءة خلف الامام قال ليس القراءة خلف الامام۔** (تعلیق الحسن جلد ۱ صفحہ ۹۰، روایہ کلہم ثقات)  
 کیا امام کے پیچھے قرأت کی جاسکتی ہے؟ فرمایا امام کے پیچھے کوئی قرأت نہیں کی جاسکتی۔

## قرأت خلف امام بدعت ہے

حضرت ابراہیم فرماتے ہیں:

**اول ما احدثوا القراءة خلف الامام و كانوا لا يقرئون**  
 لوگوں نے قرأت خلف الامام کی بدعت ایجاد کی ہے اور وہ (صحابہ کرام) امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔  
 (الجوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۹)

## حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوداؤد حضرت عبادہ بن صامت کی مرفوع حدیث کا مطلب یہ لکھتے ہیں:

**لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب قال سفیان لم یصلی وحده۔** (ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۹، ۸۳)  
 جس شخص نے سورۃ فاتحہ پڑھی تو اس کی نماز نہیں ہوتی حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ یہ حکم منفرد کے لئے ہے۔

یعنی حضرت سفیان بھی قرأت خلف الامام کے قائل نہیں ہیں اور فرماتے ہیں کہ قرأت خلف الامام فاتحہ کا حکم  
 مقتدی کے لئے نہیں بلکہ منفرد کے لئے ہے۔

## سند الحدیث از امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے حضور سرور عالم ﷺ کے پیچھے نماز میں قرأت کی اسے ایک صحابی نے  
 روکا تو اس شخص نے کہا کہ آپ مجھے قرأت خلف الامام سے روکتے ہیں۔ دونوں جھگڑتے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت  
 میں حاضر ہوئے آپ نے ذیل کے الفاظ ارشاد فرمائے۔ (قال حمق الامار) اس میں حدیث کی سند یوں ہے:

**اخبرنا ابو حنیفہ قال حدثنا ابو الحسن موسى ابن ابی عائشه عن عبد الله بن شداد بن الحاد عن**

**جابر بن عبد الله عن النبي ﷺ من صلى خلف الامام فان قراة الامام له قراءۃ**

جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔



امام محمد نے فرمایا

وبہ ناخذ وهو قول ابی حنیفہ

اسی کو ہم لیتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے۔

(کتاب الحج امام محمد جلد ۱ صفحہ ۱۱۸، والنظم منہ مستدام احمد جلد ۳ صفحہ ۶۱، موطا امام محمد صفحہ ۹۴، نیہتی جلد ۲ صفحہ ۱۵۹، طحاوی

جلد ۱ صفحہ ۱۳۹، مستدام ابو یوسف صفحہ ۲۳)

یہ حدیث صحیح ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی دلیل ہے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند مذکور کے علاوہ اس کی کئی سندیں ہیں۔

**سند ۱**

حدثنا مالك بن اسماعيل عن حسن بن صالح عن ابی الزبير عن جابر عن النبی ﷺ

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۶)

**سند ۲**

رواه عبد الحميد ثنا ابو نعيم ثنا الحسن بن صالح عن ابی الزبير عن جابر عن النبی ﷺ

(فتح القدير جلد ۱ صفحہ ۲۹۴، جوہر نقی جلد ۱ صفحہ ۱۵۹)

**سند ۳**

مسند احمد حدثنا اسود بن عامر ثنا الحسن بن صالح عن ابی الزبير عن جابر عن النبی ﷺ

(مستدام احمد جلد ۳ صفحہ ۳۳۹)

**سند ۴**

خبونا اسحق الازرق ثناء صفیان و شريك عن موسى بن ابی عائشه عن عبد الله بن شداد بن جابر

قال قال رسول الله۔ (الحدیث)

(فتح القدير جلد ۱ صفحہ ۳۹۵، امام الکلام صفحہ ۱۹۷، التعلیق الحسن صفحہ ۱۱۳، کتاب الامار امام محمد صفحہ ۶۵، سنن نیہتی جلد ۲

صفحہ ۱۵۹)



## امام ابو حنیفہ کے راویوں کا تعارف

موسیٰ بن ابی عائشہ، عبداللہ بن شداد، حضرت جابر بن عبداللہ اور یہ سند نہایت صحیح ہے۔

(۱) اس کا پہلا راوی موسیٰ بن ابی عائشہ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۳، جلد ۲ صفحہ ۳۳، جلد ۳ صفحہ ۳۳، جلد ۴ صفحہ ۶۳۱ وغیرہ میں

۹ جگہ مذکور ہے۔ بخاری شریف میں ہے کان ثقہ یعنی موسیٰ بن ابی ثقہ تھا۔

(۲) دوسرے راوی عبداللہ بن شداد اویسی ابو الولید مدنی صحابی یا ثقات تابعین سے ہیں۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری باب المباشرة الخفیض جلد ۱ صفحہ ۴۰۵ میں ہے **لہ روایہ**

یعنی عبداللہ بن شداد کے لئے نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہے (صحابی ہے)

بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۵، جلد ۲ صفحہ ۹۱۳ وغیرہ سترہ جگہ میں مذکور ہیں اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل

القدر صحابی ہیں جو نبی کریم ﷺ سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔

### مسئلہ

احناف کے نزدیک نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اگر عمداً ترک ہو جائے تو نماز نہ ہوگی بھول کر چھوڑے تو

سجدہ سہو واجب ہوگا (یہ منفرد اور امام کا حکم ہے) مقتدی کے لئے نہیں۔

### مسئلہ

سورۃ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھی ہی نہیں جاتی۔ غیر مقلدین کہتے ہیں نماز میں اس کا پڑھنا فرض ہے اس لئے وہ ہر

نماز میں اس کا پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں یہاں تک کہ امام کے پیچھے بھی پڑھتے رہتے ہیں۔ ہمارے دلائل مندرجہ ذیل

روایات سے ہیں۔

(۱) مسلم شریف میں **تشہد فی الصلوۃ** کے باب میں ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو

تو صفیں سیدھی کرو اور تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھائے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ **غیر المَغْضُوبِ**

**عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ** کہے تو تم آمین کہو۔ (الحديث)

**فائدہ:** اگر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہوتا تو آپ فرماتے جب امام سورۃ فاتحہ پڑھے تو تم بھی سورۃ فاتحہ پڑھو حالانکہ ایسا

نہیں فرمایا جب امام فاتحہ پڑھ چکے تو تم آمین کہو۔ اس کی تائید اس باب میں مسلم کی حدیث سے ہوتی ہے جو انہوں نے

قنادہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور کہا **(انصتوا)** کا اضافہ صحیح



ہے۔ جب امام مسلم سے پوچھا گیا کہ یہ اضافہ صحیح ہے تو تم نے اسے صحیح مسلم میں اضافہ کیوں نہیں کیا تو امام مسلم نے جواب دیا یہ ضروری نہیں کہ جو بھی میرے نزدیک صحیح ہو میں اسے اس کتاب میں ذکر کروں۔

(۲) امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سجود التلاوة کے باب میں زید بن ثابت سے ذکر کیا کہ جب ان سے امام کے پیچھے قرأت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

### لا قراءۃ مع الامام فی شیء

نماز میں امام کے ساتھ قرأت کرنا جائز نہیں۔

نسائی نے اس حدیث کو سجود التلاوة میں ذکر کیا۔

(۳) ابن ماجہ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

### من کان لہ امام فقرأۃ الامام قراءۃ لہ

جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت قرار پاتی ہے۔

(۴) دارقطنی نے سنن میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

### من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قراءۃ

جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت پاتی ہے۔

اسی حدیث کو طبرانی نے اوسط میں ابوسعید خدری سے اور دارقطنی نے سنن میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مرفوعاً روایت کیا ہے نیز دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

### یکفیک قراءۃ الامام خافت اوجہہ

امام بلند آواز سے یا آہستہ پڑھے تجھے اس کی قرأت کافی ہے۔

(۵) امام عبد الرزاق نے مصنف میں موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی کہ ابو بکر و عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم امام

کے پیچھے قرأت سے منع کیا کرتے تھے۔

### عقلی دلیل

اگر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا امام اور مقتدی پر فرض ہوتا تو فرض کے ترک سے نماز فاسد ہو جاتی ہے حالانکہ مرویات

ﷺ نے بیماری کے آخری روز جو نماز پڑھی اس میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام تھے اور جب آپ ﷺ



تشریف لائے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے ہٹ گئے۔ آپ ﷺ نے اس آیت سے قرأت شروع کی جہاں سے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھوڑی تھی اور کہیں بھی یہ منقول نہیں کہ آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی ہو حالانکہ وہ نماز بلا کراہت کامل تھی۔ معلوم ہوا کہ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں بلکہ واجب ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا اور وہ بھی جو نمازی تنہا نماز پڑھے یا امام نماز پڑھا رہا ہے تو مقتدی خاموش رہے کیونکہ امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے۔

### مناظرہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قاتلین قرأت فاتحہ خلف الامام کے چند افراد مسئلہ ہذا پر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا آپس میں مشورہ کر کے ایک کو امیر اور مقابل منتخب کر لو جس کی ہار جیت تم سب کی ہار جیت ہو۔ سب نے اس تجویز کو قبول کر کے اپنا ایک نمائندہ مقرر کیا جب سب اس کی نمائندگی سے راضی ہو گئے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہی میرا موقف ہے جسے تم سب نے تسلیم کر لیا وہ یہ کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات مطلوب ہے ان سب میں ہم نے ایک کو مقرر کر لیا جو تمام مقتدیوں کی طرف سے نمائندگی کرتا ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر سے تمام مخالفین لاجواب ہو گئے۔

### سوالات وجوابات

سوالات غیر مقلدین سے پہلے قواعد یاد رکھیں اکثر روایات مطلق ہیں جن کی مراد یہ ہے کہ انسان تنہا پڑھے یا امامت کرے اس میں فاتحہ عمد ترک کر دے وہ نماز فاسد ہے۔

(۱) عموماً احادیث مبارکہ میں فعل کی نفی سے اصل فعل کی نفی مراد نہیں ہوگی بلکہ فضیلت و کمال کی نفی مراد ہوتی ہے جیسے

لا صلوة لجار المسجد الا في المسجد

مسجد کے ہمسایہ کی نماز مسجد کے سوا نماز نہ ہوگی۔

ایسے ہی

لا صلوة لمن لم يقرأ فاتحه الكتاب۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی۔

**فائدہ:** جیسے مسجد کے ہمسایہ کی نماز گھر میں پڑھنے کی فضیلت کی نفی ہے ایسے قراءۃ خلف الامام کے ترک میں فضیلت کی نفی ہے۔



(۲) حکم مطلق ہو تو اسے مقید کرنا جائز نہیں جب تک کہ صریح الفاظ نہ ہوں اپنے قیاس و گمان سے مقید نہیں کیا جاسکتا جیسے مذکورہ بالا حدیث مطلق ہے اس کے لئے صاف الفاظ ضروری ہیں یعنی ایسی صحیح و مرفوع حدیث لانا لازم ہے جس میں ہو کہ امام کے پیچھے بھی فاتحہ پڑھنا ضروری ہے کہ اس کے بغیر نماز فاسد ہوگی۔

(۳) دعویٰ کے مطابق دلیل ہو۔ دعویٰ عام ہے تو دلیل بھی عام اگر دعویٰ خاص ہے تو دلیل بھی خاص۔ حدیث مذکور میں تو دعویٰ خاص ہے اور دلیل عام ہے کہ نہ اس میں مقتدی کی قید ہے اور نہ خلف الامام کی جب تک دعویٰ اور دلیل میں مطابقت نہ ہو ایسا دعویٰ قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ حدیث **لا صلوة..... الخ** مطلق ہے اس لئے ثابت کرنا ہے کہ مذکورہ حدیث کس کے حق میں ہے امام اور منفرد کے حق میں ہے یا مقتدی کے حق میں ہے ہم نے اس حدیث کے تمام طرق پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی تو اسی حدیث میں یہ زیادتی بھی مل گئی کہ

**لا صلوة لمن لم يقرأ فاتحه الكتاب فصاعدا۔** (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۹، ابوعوانہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۲)

جس شخص نے سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کچھ اور نہ پڑھا تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔

اگر غیر مقلدین کے نزدیک مقتدی کے لئے سورۃ فاتحہ اور **فصاعدا** اس کے ساتھ اور بھی کچھ پڑھنا جائز ہے تو یہ حکم مقتدی کے لئے ہے اگر جائز نہیں تو یہ حکم صرف اور صرف اُس شخص کے لئے ہوگا جس کے لئے سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ اور کچھ پڑھنا بھی ضروری ہو تو وہ صرف امام اور منفرد ہو سکتا ہے مقتدی ہرگز نہیں ہو سکتا۔

بہر حال غیر مقلدین کے نزدیک بخاری شریف کی مذکورہ حدیث مایہ ناز ہے اسے ہم نے قواعد کے ساتھ صاف کر دیا اب اس کی جتنی روایات ہیں اس کے لئے یہی تحقیق ہے جو ہم نے بیان کی۔

## سوال

**من صلى صلوة لم يقرأ فيها بام القرآن فهي خداج۔** (مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۵۹)  
ہر وہ نماز جو سورۃ فاتحہ کے بغیر پڑھی جائے وہ ناقص ہے۔

## جواب

در اصل غیر مقلد حدیث کو جملہ طرق سے نہیں دیکھتے یہ روایت دراصل یوں ہے

**كل صلوة لم يقرأ فيها بام الكتاب فهي خداج الا صلوة خلف الامام**

ہر وہ نماز جو سورۃ فاتحہ کے بغیر پڑھی جائے وہ ناقص ہے ہاں مگر وہ نماز جو امام کے پیچھے پڑھی جائے اور یہ استثناء ہے۔

(کتاب القرۃ للبیہقی صفحہ ۱۳۵)



**الا صلوة خلف الامام** یہ علاء بن عبد الرحمن راوی نے پچھلے الفاظ چھوڑ دیئے۔

## راوی ضعیف

علاء بن عبد الرحمن کے بارے میں امام یحییٰ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

**لیس حدیثہ بحجہ**

علاء بن عبد الرحمن کی حدیث حجت نہیں ہو سکتی۔

(۲) ابن عدی کو لیس بالقوی کہتے ہیں۔ امام ابو حاتم کا بیان ہے کہ ان کی بعض حدیثیں منکر ہوتی ہیں۔

(کتاب الاقصاف صفحہ ۷۶، میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۱۲، تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۱۸۶)

## سوال

غیر مقلدین کی اسی حدیث کے راوی سے یہ حدیث بھی روایت ہے تو پھر اس پر عمل کیوں؟

کنا خلف رسول اللہ فی صلوة الفجر فقرأ رسول اللہ ﷺ فثقلت علیہ القراءة فلما فرغ قال لعلکم

تقرءون خلف امامکم قلنا نعم هذا یارسول اللہ قال لا تفعلوا الا بفاتحہ لا کتاب فانہ لا صلوة لمن

لم یقرء ہا۔ (ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۸۳)

## جواب

(۱) اس روایت کا راوی محمد بن اسحاق ہے جس کے متعلق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ دجالوں میں سے ایک

دجال تھا۔ (میزان جلد ۳ صفحہ ۲۱)

(۲) مسیب ابن خالد اس کو جھوٹا اور کذاب کہتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۳۵)

امام الجرح والتعديل یحییٰ بن القطان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ کذاب

ہے۔ (میزان جلد ۳ صفحہ ۲۱)

(۳) اس روایت میں ایک راوی مکحول بھی ہے جس کے متعلق ابن سعد فرماتے ہیں کہ محدثین کی ایک جماعت نے مکحول

کی تضعیف کی اور مکحول صاحب تدلیس بھی تھے۔ (میزان جلد ۳ صفحہ ۱۹۸)

(۴) حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ مکحول نے دیگر صحابہ سے عموماً اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خصوصاً

کوئی روایت نہیں سنی وہ محض تدلیس سے کام لیتے تھے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱ صفحہ ۲۹۲)



## سوال کے جوابات

غیر مقلدین کو روایات **کل صلوٰۃ..... الخ** (وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز خداج ناقص ہے) پر بڑا ناتر ہے حالانکہ انہی لفظ خداج (ناقص) سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ کسی چیز کا ناقص ہونا اصل شے کے وجود کی نفی نہیں کرتا ہاں نفی کمال پر دلالت کرتا ہے اور وہ مخالفین یعنی غیر مقلدوں کو مفید نہیں جیسا کہ ایک حدیث جو ترمذی نے روایت کی ہے:

**عن الفضل بن عباس قال قال رسول الله ﷺ الصلوٰۃ مثنی مثنی تشهد فی کل رکعتین و تخشع وتضرع وتمسک ثم تقنع یدیک يقول ترفعهما الی ربک مستقبلا ببطونهما وجهک وتقول یارب یارب ومن لم يفعل ذالک فهو کذا و کذا وفی رواہ فهو خداج**

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نماز دو رکعت ہے ہر دو رکعت میں تشهد ہے اور تخشع و تضرع و تمسک (مسکینی ظاہر کرو) پھر دونوں ہاتھوں کو باندھ کر اپنے خدا کی طرف اٹھاؤ ان کے پٹوں کو اپنے چہرے کی طرف اٹھاتے ہوئے اور کہو یارب یارب جو ایسا نہیں کرتا تو ایسا ہے ایسا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ خداج ہے یعنی اس کی نماز ناقص ہے۔

## انتباہ

اس حدیث میں خداج کا لفظ ہے۔ ظاہر ہے کہ بعد نماز تضرع و تخشع و تمسک و دعا کا ہاتھ اٹھا کر ہتھیلیوں کو مشہ کی طرف کرنا واجب نہیں اور اس مجموعے یا ایک کا ان میں سے نہ ہونا اصل نماز کا مطلب نہیں بلکہ یہ امور مستحبات میں سے ہیں تو کلمہ خداج فرضیت و ایجاب پر دلالت نہیں کرتا جیسے اس حدیث شریف میں خداج کا لفظ فضیلت و کمال کی نفی کی دلیل ہے نہ کہ وجوب فرضیت کی ایسے نماز کو سمجھئے

## لا صلوٰۃ الا بفاتحہ

اس جیسی روایات پر غیر مقلدین نازاں ہیں اس کے اکثر جوابات فقیر سابقاً لکھ چکا ہے چند دیگر نظائر حدیث میں ملاحظہ ہوں جن میں ثابت ہے کہ مذکورہ بالا روایت کی طرح ان میں فضیلت و کمال کی نفی ہے نہ کہ اصل فعل کی۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

**قال علیہ السلام لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد وقال علیہ السلام لا صلوٰۃ للعبد الا بقی**

**حتى یرجع..... الحدیث وقال علیہ السلام لا صلوٰۃ بهذه الطعام**

(۱) مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے سوا نہیں (۲) بھاگے ہوئے غلام کی کوئی نماز نہیں جب تک کہ واپس نہ لوٹے



(۳) طعام کی موجودگی میں (کھانا تیار ہونے کی صورت میں) نماز نہیں اگر پڑھ بھی لی تو نہ پڑھنے کے برابر۔

**فائدہ:** اسی قسم کی روایات کا یہ مطلب ہے کہ نماز تو ہو جائے گی لیکن فضیلت و کمال کے بغیر ایسے ہی ہم کہتے ہیں کہ

فاتحہ پڑھنے سے نماز میں وہ فضیلت نہیں جو فاتحہ پڑھنے سے ہے۔ تفصیل کتب فقہ میں ہے

قرآن مجید میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک قوم سے معاہدہ کیا اور قسمیں کھائیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے فرمایا

**إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ** (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲)

**ترجمہ:** بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں۔

اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ ان کی قسموں کا اعتبار نہیں اس لئے کہ ان کے معاہدے اور قسمیں غیر معتبر ہیں وغیرہ

وغیرہ۔

